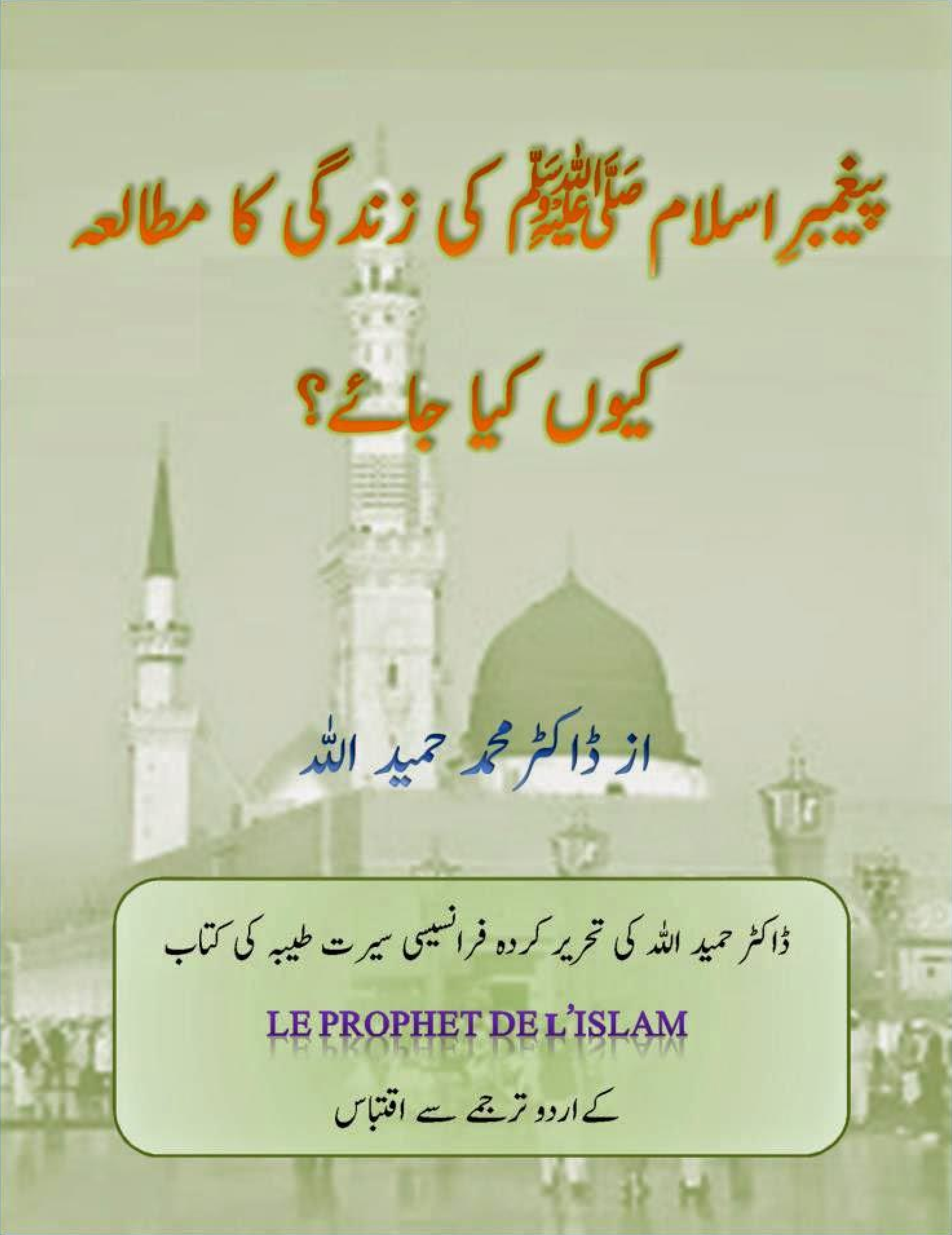


پیغمبرِ اسلام ﷺ کی زندگی کا مطالعہ

کیوں کیا جائے؟

از ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ڈاکٹر حمید اللہ کی تحریر کردہ فرانسیسی سیرت طیبہ کی کتاب

LE PROPHET DE L'ISLAM

کے اردو ترجمے سے اقتباس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱: تعریف و توصیف اس اللہ تبارک وتعالیٰ کی جو رب العالمین ہے. ہم اسی ہی کی پرستش کرتے ہیں اور اسی ہی سے مدد مانگتے ہیں. ہمارے پاک پیغمبر حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ انسانیت کی اصلاح وفلاح کے لئے کیا ہم اس کی تصدیق وتوقیر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں.

۲: "رب تعالیٰ جل شانہ، کے پیغمبر" کا تصور مختلف ممالک، اقوام اور ادوار کے حوالے سے مختلف ہو سکتا ہے. اسلام میں انسان تمام مخلوقات سے اشرف وافضل ہے جب کہ رب تعالیٰ جل شانہ، کے پیغمبر، انسانوں میں سب سے زیادہ اشرف و افضل اور کامل واکمل ہیں۔ یقینی طور پر یہ بات انسانیت کے بہتر پہلوؤں کے تحت ہی سمجھی جا سکتی ہے۔

۳: انسانی زندگی دو عظیم شعبوں میں تقسیم ہے. ایک مادی جب کہ دوسرا روحانی ہے۔ان دونوں شعبوں میں ہم آہنگی اور توازن پیدا کرنے کے لیے ایسی حیات مبارکہ کی عملی مثال دینا ہوگی جو فانی انسانوں کی رہنمائی کے لیے ایک مثالی نمونہ ہو۔

۴ : تاریخ نے ایسے لا تعداد بادشاہوں، دانشوروں، ولیوں اور دوسرے ممتاز راہنماؤں کا ریکارڈ پیش کیا ہے جن کی زندگیاں ہمارے لیے بہترین قابل عمل مثالیں ہیں۔ پھر آنحضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیوں کیا جائے جو کہ انسانوں کی طرح ۱۴۰۰ سال قبل اس دارفانی سے کوچ فرما گئے اور اس دوران سائنس کی قابل قدر ترقی کے ساتھ ساتھ ہمارے حالات اور زندگی کے بارے میں ہمارے نظریات میں ٹھوس تبدیلیاں آچکی ہیں؟

۵ : ایک مسلمان کے لیے اس کا جواب انتہائی سادہ ہے کہ وہ اس وقت مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے رہبر و رہنما حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی نہ کرے. لیکن وہ افراد جو ابھی تک نبی آخرالزماں حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت (سوانح حیات) کی تفصیلات سے آگاہ وآشنا نہیں ہیں ان کے لیے چند حقائق کی یاددہانی اہمیت کی حامل ہے۔

(الف) محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی نگرانی میں انتہائی قابل اعتماد انداز میں محفوظ کرنے کی خاطر تحریر میں لائی گئیں۔ دوسرے مختلف بڑے مذاہب کے بانیوں میں سے صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک نے خوش بخت نظریہ کے تحت وقتاً فوقتاً رب تعالیٰ جل شانہ، کی جانب سے وحی اور احکامات کو نہ صرف اپنی صحبت کے افراد تک پہنچایا بلکہ اپنے کاتبوں کو لکھوایا اور یہ کہ اس کے کئی نسخے اپنے پیروکاروں تک پہنچانے کا محتاط و محفوظ انتظام فرمایا۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے تحفظ کا تعلق ہے یہ مسلمانوں کا مذہبی فریضہ بن گیا کہ وہ رب تعالیٰ جل شانہ، کی جانب سے نازل ہونے والے کلام کے مختلف حصّوں (اقتباسات)

کو اپنی نمازوں میں تلاوت کریں۔ اس طرح اس متبرک کلام کا زبانی یاد کرنا لازم ہو گیا. یہ روایت بغیر کسی رکاوٹ کے جاری و ساری رہی کہ رب کائنات کے کلام قرآن الحکیم کے تحریر شدہ نسخے محفوظ رکھے جائیں دوسرا یہ کہ انہیں زبانی حفظ کیا جائے۔ یہ دونوں طریقے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام کی اصلی زبان میں مستند و معتبر ترسیل و تفسیر میں ایک دوسرے کے مددگر ثابت ہوئے. قرآن الحکیم اپنے مواد کے اعتبار سے "عہد نامہ قدیم " کی پہلی پانچ کتابوں مع "عہد نامہ جدید" کی پہلی چار کتابوں سے بھی زیادہ عظیم ہے. چناچہ اس امر میں حیرت و حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ قرآن الحکیم میں تمام شعبہ ہائے حیات کے بارے میں ہدایات موجود ہیں.

(ب) پیغبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، رب تعالیٰ جل شانہ، کے نبی اور رسول کا عزاز حاصل کرنے پر اپنی اجارہ داری کا اعلان نہیں فرماتے بلکہ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام قوموں کے لیے پیغبر بھیجے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے چند کے نام بھی لیے ہیں جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام ، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام ، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جن پیغمبروں کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیے ہیں ان کے علاوہ اور بھی کئی پیغبر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض یہ دعویٰ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقانیت و وحدانیت کی بحالی کا کردار ادا کرنے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سابقہ پیغمبروں کی تعلیمات کا احیاء چاہتے ہیں جو کہ حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا کے جانشینوں کی بدقسمت تاریخ کے دوران جنگوں اور انقلابات کے ذریعے بے قدری و تنزلی کا شکار ہوئیں۔ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش قسمت و مقدّس یادداشت کی بہت مضبوط و مستحکم اور غیر مصالحانہ

توثیق و تصدیق یہ رہی کہ رب تعالیٰ جل شانہ، کے کلام کی ترسیل و ابلاغ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بر قرار رہی جس سے رب تعالیٰ جل شانہ، کی طرف سے مزید پیغمبر بھیجنے کی ضرورت نہ رہی۔ یقینی طور پر ہمارے پاس قرآن الحکیم اور الحدیث اپنی اصلی زبان میں محفوظ ہیں۔

(ت) نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن کے پہلے ہی روز سے تمام دنیا سے مخاطب ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی قوم یا کسی زمانے تک محدود نہیں رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ ونسل اور سماجی ومعاشرتی درجہ بندیوں کی غیر مساوی تقسیم کو تسلیم نہیں کیا۔ اسلام میں تمام انسان مکمل طور پر برابر ہیں اور ذاتی برتری کی بنیاد نیک اعمال و افعال پر ہے۔

(ث) انسانی معاشرے میں مکمل طور پر اچھے اور مکمل طور پر برے انسان شاذو نادر ہی ہوتے ہیں۔ اکثریت کا تعلق متوسط درجہ سے ہوتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھ کر اطمینان حاصل نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سے "فرشتوں" سے مخاطب ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیغام کا رخ بنیادی طور پر عام لوگوں اور فانی انسانوں کی بہت زیادہ اکثریت کی جانب رکھا۔ قرآن الحکیم کے الفاظ میں انسان کو "اس دنیا کے اچھے حصے اور آخرت کے اچھے حصے" کے حصول کے لیے کوشش وکاوش کرنی چاہیے۔

(ج) انسانی معاشرے میں عظیم سلاطین، عظیم فاتحین، عظیم مصلحین اور عظیم متقین کی کمی نہیں لیکن زیادہ تر افراد اپنے متعلقہ شعبے ہی میں مہارت اور قدرو قیمت رکھتے ہیں۔ ان تمام اوصاف کا تمام پہلوؤں کے

حوالے سے اجتماع صرف ایک ہی شخص میں ہونا، جیسا کہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں ہے، نہ صرف بہت ہی نایاب وکمیاب ہوتا ہے بلکہ وہاں ہوتا ہے جب معلم کو اپنی تعلیمات کو بذات خود عملی شکل دینے کا موقع ملتا ہے یعنی جب تدریس و تجربہ میں توازن پیدا ہوتا ہے۔

(ح) اتنا کہنا کافی ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صالح کی حثیت سے ایک مذہب کے بانی ہیں جو دنیا کہ بڑے مذاہب میں سے ایک ہے جس کا ہمیشہ شاندارو جاندار وجود رہا ہے، جس کا نقصان اس کے روزانہ کے فوائد و ثمرات کے مقابلہ نہ ہونے کہ برابر ہے۔ اپنے ہی بتائے ہوئے اصول و ضوابط پر انتہائی ریاضت و استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہونے کے حوالے سے رحمتہ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ بے داغ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ایک سماجی و معاشرتی منتظم کی حیثیت سے پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ملک میں صفر سے سفر کا آغاز کیا جہاں ہر ایک شخص، ہر دوسرے شخص سے بر سرِ پیکار تھا۔ سرور کونین حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی ریاست کی بنیاد رکھنے میں دس سال لگے جو تیس ۳۰ لاکھ مربع کلومیٹر سے زیادہ کے علاقے میں پھیلی ہوئی تھی اور جس میں تمام جزیرہ نمائے عرب کے ساتھ ساتھ فلسطین اور جنوبی عراق کے علاقے شامل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی بڑی سلطنت کو اپنے جانشینوں کے لیے ورثہ میں چھوڑا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پندرہ سال کے عرصے میں اسے یورپ، افریقہ اور ایشیا کے تین براعظموں تک وسعت دے دی.(طبری، جلد اول صفحہ ۲۸۱۷) فاتح کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی وعسکری ہجات میں دونوں جانب سے انسانی جانوں کے ضیاع کی کل تعداد چند سو افراد سے زیادہ نہیں ہے لیکن ان علاقوں کی رعایا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کامل واکمل تھی۔ درحقیقت رحمتہ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسموں کی بجائے دلوں پر حکمرانی کی. جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات

مبارکہ میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی کامیابی و کامرانی کا تعلق ہے مکہ مکرمہ میں حجتہ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیڑھ لاکھ(150000) پیروکاروں کے اجتماع سے خطاب کیا جب کہ ابھی تک مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اس تاریخی موقع پر لازماً اپنے اپنے گھروں میں رہی ہوگی (کیونکہ ہر سال حج کرنا فرض نہیں ہے)۔

(خ) پیغمبر اسلام حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قوانین اپنے پیروکاروں کے لیےلاگو کیے اپنے آپ کو بھی قوانین سے بالاتر نہیں سمجھا بلکہ اس کے برعکس جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں سے عمل کی توقع ہو سکتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بڑھ کر عبادت و ریاضت کی، روزے رکھے اور رب تعالیٰ جل شانہ، کی راہ میں خیرات کی. آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف پسند تھے اور حتیٰ کہ اپنے دشمنوں کیساتھ نرمی و ہمدردی سے پیش آتے تھے چاہے وہ امن کا زمانہ یا جنگ کا دور ہو۔

(د) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے زندگی کے ہر شعبہ کا احاطہ کرتی ہیں یعنی عقائد، روحانی عبادت، اخلاقیات، معاشیات، سیاست الغرض وہ تمام کچھ جس کا انسان کی انفرادی یا اجتماعی، روحانی و مادی زندگی سے ہے. اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام شعبہ ہائے حیات میں اپنے فعل و عمل کی مثال چھوڑی ہے۔

۶ : چناچہ کسی بھی فرد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مطالعہ ضروری کرنا چاہیے اس سے پہلے کہ وہ اس بارے میں کوئی فیصلہ کرے۔